السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رمضان شریف کی رویت ہلال کی خبروں کو 8 یا 9 بجے اور بعض لوگوں کو دن کو دو بجے پہنچی تو اسی وقت سب لوگوں نے روزہ کی نیت کرلی۔ کچھ لوگوں نے قبل خبر ملنے کے کھالیا تھا۔ اور بعض نے کچھ نہیں کھایا تھا تو کھانے والوں کو روزہ کی قضا لازم ہوگی یا نہیں اور کیا فرضی روزہ کی نیت بعد فجر کے کرنے سے روزہ ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بے شک جن لوگوں نے رویت ہلال کی شہادت ملنے سے پہلے کھالیا ہے ان کے اس دن کے روزہ کی قضا لازم ہے۔

قال فی المقنع فی فقہ الامام احمد 1/360 : واذاقامت بروٴیۃالھلال فی اثناء النہار لزمھم الامساک والقضاء قال فی الشرح الکبیر : وہذاقول عامۃ اہل العلم : فرض روزہ کےلئے جس شخص کو رات میں نیت کرنے پر قدرت ہو اس کو نیت کرنی ضروری ہے اگر بغیر نیت کے صبح کرلیا تو روزہ نہیں ہوگا۔ ارشاد ہے : من لم یجمع االصیام قبل الفجر فلاصیام لہ (ابوداود ترمذی نسائی ابن ماجہ احمد خزیمہ ابن حبان دار قطنی) ہاں اگر رات نیت کرنے پر قدرت نہ ہو تو دن نیت کرنی کافی ہوجائے گی اور روزہ صحیح ہوجائے گا۔

قال شیخنافی شرح الترمذی (2/49) إنما صحت النیۃ فی النہار فی صورتہ شہادۃ الأعرابی بروٴیۃالھلال لأن الرجوع الی اللیل غیر مقدور والنزاع فیما کان مقدورا فیختص الجواز بمثل ہذہ الصورۃ اعنی من انکشف لہ فی النہاران ذلک الیوم من رمضان وکمن ظھرلہ وجوب الصیام علیہ من النہار کالمجنون لیضیق والصبی یحتلم والکافر یسلم انتہی

محدث

عزیز مکرم مولوی محمد امین صاحب رحمانی زادکم اللہ علما وفضلا

السلام علیکم

آپ کا کارڈ مورخہ 29 ستمبر اکتوبر کو موصول ہوا جس کا جواب 5/1 اکتوبر کو اور اس کے بعد طلاق والا رسالہ بک پوسٹ کے ذریعہ بھیج دیا گیا۔ امید ہے خط اور رسالہ دونوں آپ کو مل گئے ہوں گے۔ خط بھیجنے کے بعد ادارہ الحسنات کی طرف سے 3/عدد روزہ والا رسالہ بذریعہ رجسٹری پہنچا۔ آپ کے لکھنے کے مطابق ایک عدد حاجی عبدالسلام اور حکیم صاحب کے یہاں بھیج دیا گیا۔ امید ہے حکیم صاحب نے رسالہ کی رسید آپ کو لکھ دی ہوگی اور رسالہ کے متعلق اپنا تاثر بھی لکھ دیا ہوگا۔ رسالہ عجلت میں من اولہ الی آخرہ پڑھ لیا گیا ہے۔ جہاں جو چیز کھٹکی اور اپنی تحقیقی مسلکہ اہل حدیث کے خلاف معلوم ہوئی اسے مختصر الکھا جارہا ہے۔ کاش آپ نے چھپوانے سے پہلے کسی اہل عالم کو دکھلالیا ہوتا جو آپ کے نزدیک معتمد ہوتا۔ رسالہ کی کاپی اور پروف تصحیح کی بنظر غائر نہیں کی گئی ہے اس لیئےچھاپہ کی متعدد غلطیاں رہ گئی ہیں۔ رسالہ آپ کی تالیف کا نقش اول ہے امید ہے دوسرے نقوش اس سے بہتر ہوں گے۔

آپ نے نے صفحہ :24 تا 27 چاند دیکھنے کی شہادت کے عنوان کے تحت جمہور علماء کا جو مسلک رمضان عید الفطر اور عید الاضحی کے چاند کے بارے میں مع دلیل کے لکھا ہے وہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن صفحہ :32 تا 34 میں رویت ہلال کی خبر شہادت ہے یا روایت کے زیر عنوان مدیر زندگی کی تحقیق کی روشنی میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ آپ کے محولہ بالا تحریر کے بالکل خلاف اور مناقص ہے۔

پہلے آپ نے عید وبقر عید اور رمضان کے چاند کے درمیان فرق کرتے ہوئے عید وبقر کے چاند کےلئے دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہے اور دوسری جگہ مدیر زندگی کی تحقیق سے اتفاق کرتے ہوئے اس فرق کو اڑا دیا ہے اور سب چاندوں کےلئے ایک آدمی کی شہادت یا خبر کو کافی قرار دے دیا ہے۔ آپ نے تحریر کا یہ تضاد بالکل کھلا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک فرق والا مسلک جس پر ابو ثور کے علاوہ پوری امت کا اتفاق ہے وہ ہی صحیح ہے یعنی : عید بقر عید کےلئے دو آدمیون کس شہادت یا خبر ضروری ہے۔ ہمارے نزدیک اس فرق کی وجہ یہ نہیں ہے کہ رمضان کےلئے رویت ہلال کی خبر روایت اور عیدین کےلئے رویت ہلال کی خبر شہادت ہے۔ بلکہ اس فرق کی بنیاد اس بارے میں روایت کردہ احادیث مرفوعہ ہیں جو کتب احادیث مسند احمد نسائی ابوداود ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم دار قطنی وغیرہ میں مروی ہے۔ آپ کا یہ لکھنا کہ : اس فرق کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے میرے لئے سخت تعجب کا باعث ہے۔

مدیر زندگی نے فروری 1971 کے شماروں میں فرق والی حدیثوں پر کیا بحث کی ہے؟ اس وقت میرے سامنے وہ محولہ شمارہ نہیں ہے کہ اس میں اس کے متعلق کچھ لکھوں البتہ انہوں نے شوال کے چاند کے ثبوت میں ایک کا پہلا اثر مسند احمد 28/1/144 اور دار قطنی ص : 232 میں مروی شخص کی رویت کی خبر قبول کرکے عید کرنے کے ثبوت میں حضرت عمر جو اثر مسند احمد اور کنز العمال سے پش کیا ہے وہ میرے سامنے ہے۔ حضرت عمر کی وفات کے وقت کل 6 برس کی تھی جیسا کہ خطیب نے تاریخ بغداد میں حافظ نے تہذیب االتہذیب میں صراحتہ ذکر کیا ہے۔ ان کا ہے۔ یہ اثر سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی کی عمر حضرت عمر

سے ثابت نہیں ہے۔ اس روایت میں کنت مع عمر کے لفظ کا مدار عبدالرحمن کے شاگرد عبدالاعلیٰ بن عامر تلعبی پر ہے اور مذکورہ لفظ کے ذکر کرنے میں ان وہم ہوگیا ہے اور دوسرا اثر قطنی اور بیہقی سماع حضرت عمر کے حوالہ سے مذکور ہے۔ علی المتقی نے اس کے بعد یہ لکھا ہے: وضعفاہ اس اثر کا مدار وہی عبدالاعلی بن بن عامر ثعلبی ہیں۔ دار قطنی اس اثر کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: كَذَا رَوَاهُ عَبْدُ الْأَعْلَى عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى , وَعَبْدُ الْأَعْلَى ضَعِيفٌ , وَابْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ وَخَالَفَهُ أَبُو وَائِلٍ شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ , فَرَوَاهُ عَنْ عُمَرَ , أَنَّهُ قَالَ : «لَا تُفْطِرُوا حَتَّى يَشْهَدَ شَاهِدَانِ» , حَدَّثَ بِهِ الْأَعْمَشُ , وَمَنْصُورٌ عَنْهُ ثم ذكر روايتهما بنحو ذلک تکلم البیهقی فی سننه

صفحہ: 26 سطر: 4 میں امام ثوری کے بجائے ابو ثور ہونا چاہیے۔

صفحہ 30 کی آخری سطر میں کی ہے اور وہ یہ ہے کہ بجائے کی ہے ہونا چاہیے۔ ریڈیو کے ذریعہ چاند کی خبر کا اعتبار کرنے اور اس پر عمل کرنے کی دوسری شرط کے بیان میں ص: 30 کی پہلی اور دوسری سطر میں جو لکھا گیا ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ اس صفحہ میں اختلاف مطالع کے زیر عنوان آپ نے یہ لکھا ہے:

جہاں تک ہمیں معلوم ہے ہمارے ملک ہندوستان میں مطالع کا کوئی قابل لحاظ اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے یہاں کسی مقام پر بھی رویت ہلال ثابت ہوجائے تو پورے ملک کے لئے قابل اعتبار عمل ہوگا۔

آپ کی اس رائے سے مجھے سخت اختلاف ہے۔ میرے نزدیک کم وبیش 500 میل کی مسافت پر مطلع اس حد تک مختلف ہوجاتا کہ اس بعید مسافت پر اس شب میں طلوع ہلال ضروری نہیں۔ لہذا مدارس یا مشرقی پنجاب یا دہلی کی رویت بہار اور ہندوستان کی دوسری مشرقی ریاستوں کے لئے معتبر نہیں ہوگی۔

ص: 48 میں عنوان رمضان میں روزے کی قضاء کا وقت میں میں بجائے کے ہونا چاہیے۔

ص: 49 میں رواہ ابوداود کے بعد بجائے ترمذی نسائی ابن ماجہ کے والترمذی والنسائی وابن ماجہ ہونا چاہیے۔ یا پھر تخریج میں صرف اس قدر لکھنا چاہیے (ابوداود ترمذی نسائی ابن ماجہ)۔

ص: 54 یوم شک کا روزہ صرف مکروہ ناپسندیدہ نہیں ہے بلکہ معصیت ہونے کی وجہ سے بالکل ممنوع ہے۔

ص: 60 شب برات کے روزے کے بجائے شب برات کا روزہ کا عنوان ہونا چاہیے شب براب کے اس روزے کے بارے میں حضرت علی کی مذکورہ حدیث سخت ضعیف ہے اس سے اس روزہ کے استحباب یا سنت کا اثبات غلط ہے وہ اس لائق ہے ہی نہیں کہ اس سے کوئی حکم شرعی ثابت کیا جاسکے۔ روزے کے بارے میں اس روایت کے علاوہ کوئی دوسری روایت موجود نہیں ہے اگر کوئی دوسری حدیث یا مذکورہ اس روایت کا کوئی دوسرا طریق میں ہے تو اس سے مجھ کو مطلع کیجئے۔

ص: 67 یہ کہنا کہ تراویح کی رکعتیں کتنی ہیں؟ اس بارے میں نبی ﷺ سے کوئی بات ہم تک نہیں پہنچی ہے۔ ہمارے نزدیک غلط ہے آگے ابو سلمہ بن عبدالرحمن عن عائشہ کی حدیث کو آپ نے خود ہی آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ سلف اس سے زیادہ رکعتوں کو بطور نفل پڑھ لیا کرتے تھے اس سے یہ کیوں ثابت ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ سے عملا تعداد رکعات تراویح کے بارے میں کچھ منقول پڑھ لیا کرتے تھے تو اس سے یہ کیوں کی سخت متفقہ ضعیف حدیث ثابت ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ سے عملا تعداد رکعات تراویح کے بارے میں کچھ منقول نہیں ہے۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ بیس رکعت کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں: عبداللہ بن عباس کے سوا دوسری کونسی سی روایت موجود ہے؟ آٹھ رکعتوں کے حق میں بخاری ومسلم کی یہ صحیح روایتیں ہیں اس عبارت میں روایتیں کے بجائے روایت یا حدیث کا لفظ ہونا چاہیے۔

ص: 28 تراویح کی نماز میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر جسم کو ذرا آرام پہنچادینے کی ہدایت کسی حدیث مرفوع یا اثر صحابی میں مذکور ہے؟ بیس رکعت پڑھنے والوں کا عمل اور چیز ہے اور اس کا آں حضرت ﷺ یا صحابہ سے منقول ہونا اور چیز اور جب یہ منقول نہیں ہے تو مقلدین کا بے دلیل تعامل کوئی شرعی چیز نہیں نیز جامع الرموز سے منقولہ ذکر کو تراویح کی دعا کہنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔

ص: 74 : اعتکاف اپنی بستی کی جامع مسجد کے لفظ سے ذہن جمعہ مسجد کی طرف متبادر ہوتا ہے اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اعتکاف جمعہ مسجد میں کرنا چاہیے اور یہ صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ آپ اس صفحہ کی آخری سطر میں لکھتے ہیں اعتکاف کے لئے ایسی مسجد کا ہونا جس میں پانچویں وقت باجماعت نماز ہوتی ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لئے جمعہ مسجد شرط نہیں ہے اور یہی صحیح ہے۔

ص: 76 مسجد کے بجائے جامع مسجد کے اندر اس عبارت میں جامع مسجد کے بجائے کسی دوسری مسجد کا لفظ ہونا چاہیے۔ کیوں کہ جامع مسجد کے لفظ سے جمعہ مسجد طرف ذہن جاتا ہے چنانچہ آپ نے بھی بعض اس کے بعد یہ لکھا ہے جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے جامع مسجد اس قدر پہلے جانا اور صفحہ کے حاشیہ پر آپ نے لکھا ہے بعض حدیثوں کی رد سے جامع مسجد کے علاوہ ایسی مسجدوں میں اعتکاف کیا جاسکتا ہے جن میں پنجگانہ باجماعت ہوتی ہو۔

کے قول: لا اِعتکاف اِلا فی مسجد جامع کی ایک توجیہ وتاویل ہے۔ وہ کونسی حدیث ہے جس میں اس قسم کی تشریح موجود ہے؟ یہ تو حضرت عائشہ

وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۱۸۷ ... سورة البقرة

میں مساجد کا عموم واطلاق اعتکاف کے لئے جمعہ کی تخصیص کے منافی ضرور ہے۔

ص: 79 سطر: 6 میں جامع مسجد کے بجائے کوئی دوسرا لفظ ہونا چاہیے۔ کیوں کہ اس سے جمعہ کی مسجد کی طرف ذہن متبادر ہوتا ہے۔

ص: 92 سطر 7 میں سورہ اعلیٰ سورق کے بجائے سورہ اعلیٰ یا سورہ ق ہونا چاہیے۔

ص: 102 جب گیہوں سے صدقہ فطر کے بارے میں کوئی حکم اور ارشاد نبوی بسند معتبر منقول نہیں ہے اور اس نصف صاع نکالنے کی بنیاد حضرت معاویہ اور دیگر صحابہ کرام کا محض فتوی اور عمل ہے اور انہوں نے یہ فتوی صرف اس وجہ سے دیا تھا کہ ان دنوں گیہوں....

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الصیام

صفحہ نمبر 135

محدث فتویٰ